REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT. NO. R.N. 61/57

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۷ ر احسان (جون) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے پیارے امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور جملہ مقاصد عالیہ میں کامرانی کے لئے متواتر درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۷ ر جون حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ مع درویشان خدا تعالےٰ کے فضل سے بخیریت ہیں الحمد للہ۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال حیدر آباد میں ہیں۔ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے آمین۔

۲۹ ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ | ۱۰ ر وفا ۱۳۵۴ ہش | ۱۰ ر جولائی ۱۹۷۵ء

ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو قرآنِ مجید کے ذریعے ہی پایا

قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود اَنَا الْمَوْجُوْد کی آواز دیتا ہے۔

ملفوظات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔ ہم نے اس خدا کی آواز سنی۔ اور اس کے پُر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں، ہم نے اس نورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ ظلماتی پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ اور غیر اللہ سے درحقیقت دِل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے۔ جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔"

"ایک عقلمند اور منصف مزاج آدمی کے نزدیک اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل امر نہیں کہ خدا کی کتاب کا فرض یہی ہے کہ وہ خدا کو ملا دے اور خدا کی ہستی کے بارے میں یقین کے درجہ تک پہنچا دے اور خدا کی عظمت اور ہیبت دِل میں بٹھا کر گناہ کے ارتکاب سے روک دے۔ میں ہر ایک پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ وہ کتاب جو ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہے وہ قرآن شریف ہے اس کے ذریعہ سے خدا کی طرف انسان کو ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور وہ خدا جو نہایت نہاں در نہاں ہے اس کی پیروی سے آخر کار اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالم ملکوت کی اس کو سیر کراتا ہے اور اپنے اناالموجود ہونے کی آواز سے آپ اپنی ہستی کی اس کو خبر دیتا ہے۔"
(چشمۂ معرفت ۱۹۱)

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰ ر وفا ۱۳۵۴ ہجری شمسی

وہی عقیدہ

بعض کے لئے وجہِ ایمان اور بعض کے لئے وجہِ کفر؟

عامۃ المسلمین میں یقیناً بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سنجیدگی، ژرف نگاہی اور دُور بینی عطا فرمائی ہے۔ وہ اپنی عقلِ سلیم کو بروئے کار لاکر سوچتے ہیں کہ یہ کیسی بوالعجبی ہے کہ وہی عقیدہ اگر جماعتِ احمدیہ بیان کرے تو اس پر کفر کا فتویٰ عاید کرکے اُسے دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا جاتا ہے۔ اور وہی عقیدہ اگر دوسرے مسلمان علماء بیان کریں تو وہ پکّے مومن قرار پاتے ہیں۔ یعنی رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی نبی کا آنا عقیدۂ ختمِ نبوّت کے منافی ہے تو آپؐ کے بعد کسی بھی نبی کی آمد یا نزول کو تسلیم کرنا موجبِ کفر ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ عجیب سینہ زوری ہے کہ جب غیر احمدی علماء یہ کہتے ہیں کہ چودھویں صدی ہجری میں حضرت مسیحؑ ناصری اس غرض سے نزول فرما ہوں گے کہ حضورؐ کی امت کے بگاڑ کی اصلاح کریں تو اُن پر تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ یہ عقیدہ بیان کرکے ختمِ نبوّت کے مزعومہ عقیدہ کی جڑیں کاٹ رہے ہوتے ہیں۔ اور جب جماعتِ احمدیہ یہ کہتی ہے کہ حضرت مسیحؑ ناصری دُنیا کے کھربوں پدموں انسانوں کی طرح اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی طرح طبعی موت سے وفات پا چکے ہیں اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے حضورؐ ہی کی امت میں سے حضور ہی کا کوئی غلام مبعوث ہوگا تو کفر ساز مشینیں فوراً حرکت میں آجاتی ہیں اور جہازی سائز سے بھی بڑے سائز کے اشتہاروں پر جماعتِ احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے شائع کر دیئے جاتے ہیں۔

جب ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو اللہ تعالیٰ نے خیرِ اُمّت (کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس) قرار دیا ہے۔ توحیدِ حقیقی پر قائم ہونے کے لحاظ سے، عقائدِ حقّہ کے لحاظ سے۔ اور نشر و وسعت کے لحاظ سے۔ اور اس اُمّت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے زمانوں میں اپنے اپنے دائرہ میں اصلاحِ اُمّت اور درستیٔ عقائد کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اور چودھویں صدی کا مسیح موعود بھی حضورؐ کی اسی خیرِ اُمّت میں سے آنے والا تھا تو ہمیں گویا زبردستی بازو سے پکڑ کر دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ ہم فریاد کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی اُمّت میں بگاڑ پیدا ہونے پر آپؐ ہی کی اُمّت میں کسی خدارسیدہ بزرگ اور آپؐ کے رُوحانی فرزند کا اصلاح کے لئے مبعوث ہونا آپ کی شانِ ارفع و اعلیٰ کے عین مطابق ہے۔ اور وہ آپ ہی کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے اشاعتِ اسلام کا عظیم کارنامہ سرانجام دینے والا تھا تو ہمیں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ نہیں! اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے دو ہزار سال سے ایک اسرائیلی نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑی حفاظت کے ساتھ چوتھے آسمان پر رکھا ہُوا ہے۔ کیونکہ خدانخواستہ اُمّتِ محمدیّہ میں سے کوئی شخص اس قابل نہیں رہا کہ تجدید و احیائے اسلام کا کام کر سکے۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ قطع نظر اس کے کہ قرآن و حدیث اور سُنّت اللہ اور عقلِ سلیم کا یہ فتویٰ ہے کہ دُنیا میں جو شخص پیدا ہوتا ہے وہ ایک طبعی عمر گزار کر فوت ہو جاتا ہے۔ اور طبعی عمر کبھی بھی دو ہزار سال تک ممتد نہیں ہوتی۔ تو علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

ہم بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ واقعی ہر شئے پر قادر ہے۔ لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ امتِ محمدیہ کی اصلاح کے عظیم الشان کام کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس امر کی نعوذ باللہ کیا مجبوری تھی کہ وہ ایک اسرائیلی نبی کو دو ہزار سال تک اپنی سُنّت کے خلاف زندہ آسمان پر رکھے۔ کیا وہ اس بات پر قادر نہ تھا کہ اسی خیرِ امت میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ہی کسی شخص کو یہ مقامِ بلند عطا فرمائے۔ کیا خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا کوئی انسان پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا! تو علمائے کرام ہمارے لئے دائرۂ اسلام کے دروازے بند کرکے حضرت عیسیٰؑ کے انتظار میں آسمان پر نگاہیں جما دیئے ہیں۔! اور فرماتے ہیں کہ چودھویں صدی میں نزولِ عیسیٰؑ ضرور ہوگا۔

ہم جب یہ عرض کرتے ہیں کہ چودھویں صدی کی ابتداء سے ہی آپ حضرت عیسیٰؑ کے انتظار میں آسمان پر نگاہیں جمائے بیٹھے ہیں۔ اور اب تو چودھویں صدی کے ختم ہونے میں بھی صرف ساڑھے پانچ سال باقی رہ گئے ہیں۔ آپ پورے ۹۴½ سال سے عامۃ المسلمین کو یہ تاثر دیتے چلے آرہے ہیں کہ بس اب مسیح ناصریؑ کا نزول ہونے ہی والا ہے۔ اور یہ کہہ کر آپ نے مسلمانوں کو طولِ امل میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور وہ آپ کی اس یقین دہانی میں مبتلا ہیں کہ جب مسیح نازل ہوگا تو عالمِ اسلام میں یکدم بہار آجائے گی۔ وہ بے شمار خزانے تقسیم کرے گا جس سے راتوں رات مسلمانوں کی اقتصادیات کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اور کفّار کو وہ مسیح یوں تہس نہس کرے گا کہ رُوئے زمین پر ان کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ خدا کے لئے کوئی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرے کہ کیا علماء کی اس یقین دہانی نے مسلمانوں کی قوتِ عمل پر کاری ضرب نہیں لگائی۔ کیا وہ عمل کے میدان میں اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھ گئے؟ کیا آج تک عمل کے بغیر کوئی نتائج کبھی نکلے ہیں؟ آہ! علمائے اسلام نے جادو کی ایک خیالی پٹاری کا تصور مسلمانوں کو دے کر ان کی قوتِ عمل کو مفلوج کر دیا۔ حالانکہ انبیاء کی تاریخ پکار پکار کر یہ اعلان کرتی ہے کہ الٰہی جماعتوں کو بڑے بڑے عظیم ابتلاؤں اور مجاہدوں اور قربانیوں اور امتحانوں میں سے گزر کر ہی اوج و عروج حاصل ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا اور زیادہ شان والا نبی آج تک نہ دُنیا میں پیدا ہُوا، اور نہ پیدا ہوگا۔ لیکن تاریخِ اسلام کے اوراق اپنی پُوری تفاصیل کے ساتھ ہمارے سامنے ہیں جو اعلان کرتے ہیں کہ اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو تاریخِ عالم کے بے مثال کٹھن ترین مراحل میں سے گزرنا پڑا تھا۔

ہم جب یہ عرض کرتے ہیں کہ جب آپ ختمِ نبوّت کے عقیدہ کے باعث یہ دعوے کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو حضرت عیسیٰؑ کیسے آسکتے ہیں؟ کیونکہ وہ بھی تو ایک نبی ہی تھے۔ تو بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ جب آئیں گے تو وہ نبی نہیں ہوں گے۔ بلکہ اُمّتی بن جائیں گے۔ اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ تو پُرانے نبی ہیں۔ اور نبوّت کا جو سلسلہ بند کیا گیا ہے۔ یہ بندش صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت تک محدُود ہے۔ تو یہ معاملہ اور بھی چیستان بن جاتا ہے۔ اور ناطقہ سر بگریباں ہو جاتا ہے کہ اسے کیا کہیئے!

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے سنجیدہ طبع حضرات موجود ہیں جو اپنی عقلِ سلیم کو بروئے کار لاکر ان مسائل پر گہرا غور کرتے ہیں۔ اور اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ جہاں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا تعلق ہے ــ جماعتِ احمدیہ اور دُوسرے تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے امتِ محمدیہ میں ایک نبی کا مبعوث ہونا مقدر ہے۔ اختلاف صرف تعیینِ شخصیّت میں ہے۔ یعنی جماعتِ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اُمّتِ محمدیّہ میں مبعوث ہونے والا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک ادنیٰ غلام ہے اور وہ حضورؐ کا امتی ہے۔ اور دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ آنے والا نبی اُمّتِ محمدیہ میں سے مبعوث نہ ہوگا بلکہ وہ موسوی سلسلہ کا ایک اسرائیلی نبی ہوگا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں نزول فرمائیں گے۔ چنانچہ ایک غیر احمدی مفکر پاکستان کے وزیرِ مملکت جناب محمد جعفر خان صاحب اپنی کتاب "احمدیہ تحریک" میں علماء سے خطاب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

> "جس ختمِ نبوّت کے عقیدہ سے انکار کی بناء پر علماء جماعتِ احمدیّہ کو اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اس کی روشنی میں یہ علماء اپنی پوزیشن پر کیوں غور نہیں کرتے؟
>
> اگر ختمِ نبوّت سے یہ مراد ہے کہ محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو جماعتِ احمدیہ اور غیر احمدی علماء (جو نزولِ مسیحؑ پر ایمان رکھتے ہیں) دونوں ہی ختمِ نبوّت کے مُنکر ہیں۔ مسیح ابنِ مریم کے نبی ہونے میں کوئی شُبہ نہیں۔ اگر اُن کو رسُولِ کریمؐ کے بعد آنا ہے تو نبی کریم خاتم النبیّین نہیں ہوسکتے۔

۱ احمدیوں کے نزدیک مسیح ابنِ مریم کو نہیں آنا بلکہ ان کے مثیل کو

(آگے دیکھیئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا کے لئے شاہد، مبشّر اور نذیر تھے

اِن تین بنیادی صفات کے نتیجہ میں اُمّتِ مسلمہ پر یہ تین اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں

(۱) صفاتِ الٰہیہ کی معرفت (۲) قول و فعل سے اسلام کی تائید و نصرت (۳) تسبیح و تحمید

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸ ہجرت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۸ مئی ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (الفتح: ۹، ۱۰)

اس کے بعد فرمایا:۔

یہ دو آیات جو اس وقت میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں سے پہلی آیت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفات بیان ہوئی ہیں یا

تین بنیادی کام

جو آپؐ کے سپرد ہیں ان کا ذکر ہے جب کہ دوسری آیت میں تین بنیادی ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفات کے نتیجہ میں اُمّتِ مسلمہ پر عائد ہوتی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! ہم نے تجھے شاہد بنا کر مبعوث کیا ہے۔ شاہد کے معنے صفاتِ باری پر گواہ کے ہیں۔ اور یہ گواہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دو طور پر دی گئی ہے۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے لحاظ سے اور دوسری آپؐ کے اسوۂ حسنہ کے لحاظ سے۔ صفاتِ باری کے تعلق میں تاریخ نے پہلے انبیاء کی جو تعلیمات محفوظ کی ہیں اگر ان کا قرآنِ عظیم سے موازنہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جس قدر وضاحت کے ساتھ، جس قدر وسعت کے ساتھ، جس قدر حُسن کے ساتھ اور جس قدر دل موہ لینے والے انداز میں قرآن کریم نے صفاتِ باری کو بیان کیا ہے، اس قدر اور اس قسم کا بیان پہلی کتب میں نہیں پایا جاتا تھا۔ اس لئے کہ ابھی نوعِ انسانی انفرادی اور اجتماعی ہر دو اعتبار سے ارتقائی مدارج کو طے کر کے اس انتہائی رفعت تک نہیں پہنچی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ اُمّتِ مسلمہ کے لئے مقدر تھی۔ کیونکہ نوعِ انسانی انتہائی رفعت کی تدریجی طور پر ترقی کر رہی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ انسان نے خدا کی صفات کے اپنے حالات اور استعداد کے مطابق کچھ جلوے دیکھے اور اس نور سے خود کو منوّر کیا۔ پھر دیگر انبیاء علیہم السلام (شرعی اور غیر شرعی بھی) مبعوث ہوتے رہے اور وہ نوعِ انسان کو رُوحانی لحاظ سے ترقی پر ترقی دے کر ارتقاء کے مختلف مدارج میں سے گزارتے ہوئے اس درجہ تک لے آئے جس میں نوعِ انسانی نے (جس کی اُمّتِ مسلمہ نمائندہ ہے) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ داخل ہونا تھا۔

پس قرآن کریم میں جس رنگ میں صفاتِ باری کا ذکر ہے، اس رنگ میں پہلی اُمتوں کے سامنے ذکر نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ وہ اس کی حامل نہیں بن سکتی تھیں ان کے اندر اس کی استعداد اور طاقت نہیں پائی جاتی تھی۔ غرض تعلیمی لحاظ سے قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی صفات پر گواہی دی۔ قرآن کریم نے ہر صفت کو لیا۔ اور پھر آگے اس کی تفصیلات کو بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ اس کے لئے شاہد پیش کئے۔

خدا تعالیٰ کی بعض ایسی بنیادی صفات ہیں (اشارہ ہی کر سکوں گا کیونکہ نفسِ مضمون کے ساتھ اس کا تعلق نہیں) جن کا تعلق سب صفاتِ باری سے ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے سورۂ ملک میں بیان فرمایا ہے کہ تمام

صفاتِ باری کی بنیادی صفت

یہ ہے کہ ان کے جلووں میں انسان کو کبھی تضاد نظر نہیں آئے گا۔ چنانچہ صفاتِ باری کے جو مختلف جلوے نوعِ انسانی پر نازل ہوتے ہیں۔ ان پر اجتماعی نظر ڈالی جائے تو واقعی اُن کے اندر کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ اس لئے تضاد کا نہ ہونا صفاتِ باری کی ایک بنیادی صفت ہے۔ میرے خیال میں جس رنگ میں قرآن کریم نے اس کو پیش کیا ہے۔ اس رنگ میں پہلی شرائع میں اس قسم کی بنیادی صفات کا ذکر بھی کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ پہلے انسان کی روحانی حِس اور رُوحانی شعور اس قابل نہیں تھا کہ ان باریکیوں کو سمجھ سکے۔

غرض ایک تو تعلیم کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ باری کے شاہد یا گواہ کے طور پر ہیں۔ اور دوسرے آپ گواہ ہیں اپنے عمل کے لحاظ سے، اپنے نمونہ کے لحاظ سے۔ کیونکہ صفاتِ باری کا بیان نوعِ انسانی کے لئے محض ایک فلسفیانہ مضمون کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس بیان میں انسان کی زندگی کو ایک خاص رنگ میں بدل کر رکھ دینا مقصود تھا اس پر انسان کو عمل کرنا تھا اور وہ یہی بنیادی تعلیم تھی جس کی جھلک انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ نازل ہوتی رہی۔ اور جو کامل طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہوئی۔ انسان کو اس کا مظہر بنانا ہے۔ یہی

انسانی زندگی کا مقصد

ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نوعِ انسان کو تعلیم دینے کا مقصد یہ ہے کہ وہ صفاتِ باری کا مظہر بننے کی کوشش کریں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے شاہد ہیں اس معنی میں بھی کہ آپؐ نے کامل اور اتم طور پر اپنے وجود کو صفاتِ باری کا مظہر بنا کر دنیا کو دکھا دیا۔ گویا آپؐ کا وجود صفاتِ باری کا مظہرِ اتم ہونے کی وجہ سے اس حقیقت کا گواہ ہے کہ صفاتِ باری انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

(الذّاریات: ۵۷)

چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نوعِ انسانی نے عبدِ کامل کا ایک نہایت ہی حسین نمونہ دیکھا۔ کوئی دوسرا انسان نہ تو ایسا حسین نمونہ پیش کر سکتا تھا۔ اور نہ ہی اس رفعت اور عظمت کو پا سکتا تھا۔

غرض جہاں تک صفاتِ باری کا تعلق تھا اُسے قرآن کریم میں بیان کر دیا جہاں تک

صفاتِ باری کے بیان کی غرض

کا تعلق تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونہ سے اور صفاتِ باری کا مظہرِ اتم بن کر دُنیا کو دکھا دیا۔ گو ہر دو اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ آپؐ مبشر ہیں، آپؐ دُنیا کو بشارتیں دینے والے ہیں۔ پھر آپؐ کی تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ آپؐ نذیر ہیں۔ آپؐ دنیا کو ڈرانے والے انتباہ کرنے والے اور بداعمالیوں سے روکنے والے ہیں۔ جو باتیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد

بنا دیتی ہیں۔ اُن کو بتا کر دُنیا کو اِن سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تین بنیادی صفات ہیں جو اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اس کے مقابل اُمتِ مسلمہ پر (چونکہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں نوعِ انسانی کی بہترین نمائندہ ہے اس لئے اس پر)

تین ذمہ داریاں

ڈالی گئی ہیں۔ چونکہ آپؐ شاہد ہیں اس لئے فرمایا تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لاؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاؤ۔ اس بات پر یقین رکھو کہ آپؐ کے اُسوۂ حسنہ پر چلنا نوعِ انسانی کے لئے ضروری ہے۔ گویا آپؐ کی شاہد کی صفت کے مقابلہ پر عقلاً بھی اور شرعاً بھی انسان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ اور آپؐ کے اُسوۂ حسنہ پر چل کر سعادت دارین پائے۔

پھر چونکہ آپؐ مبشّر ہیں اس لحاظ سے انسان پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ اِن الفاظ میں مضمر ہے:۔

لِتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

فرمایا آپؐ کی تعظیم کو دیکھ کر، آپؐ کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے، آپ کے مشن کی کامیابی کے لئے کام کرو۔ اسلام کی مدد کرو اور اس کی نصرت کرو۔ آپؐ کی عظمت کا اقرار محض زبان سے نہیں کرنا بلکہ ساتھ عمل بھی کرنا ہے۔ گویا اس میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تم اپنے قول اور عمل سے اس عظیم شریعت کی مدد کرو گے تو خدا کے پیار کو پالوگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم خالی ایمان لے آؤ گے بلکہ فرمایا ہے کہ مبشّراً کی حیثیت سے آپؐ کے ذریعہ دُنیا کو جو بشارتیں دی گئی ہیں اُن پر بھی یقین رکھو گے اور خلوص نیت کے ساتھ اپنے قول اور فعل کو آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق بنالوگے تو یہ بشارتیں تمہیں مل جائیں گی جو انسانیت کے محسنِ اعظم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دُنیا کو دی گئی ہیں۔

آپؐ کی تیسری صفت نذیر بیان ہوئی تھی۔ اس کے مقابلہ میں انسان پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

تسبیح کے دو معنے

ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی کمزوری اور نقص سے منزّہ سمجھنا گویا اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے۔ دوسرے معنے امام راغبؒ نے مفردات میں یہ بیان کئے ہیں

اَلْمَرُّ السَّرِيْعُ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی ......

عَامًّا فِی الْعِبَادَاتِ قَوْلًا كَانَ اَوْ فِعْلًا اَوْ نِيَّةً۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سرعت پیدا کرنا .... گویا تسبیح کا لفظ قولی، فعلی اور نیت کی عبادات کے لئے عام طور پر استعمال ہوتا ہے اور ان عبادات میں سرعت پیدا کرنا تسبیح ہے۔

غرض نذیر کے مقابلہ میں تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا میں بتایا کہ چونکہ بعض قسم کے افعال کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔ اس لئے تمہاری یہ ذمہ داری ہے کہ جب انذار کے حالات پیدا ہوں، لوگوں کو بداعمالیوں سے ڈرایا جائے تو یہ امر تمہارے لئے نیکیوں کے بجالانے میں سرعت اور تیزی پیدا کردے

پس یہ تین ذمہ داریاں ہیں جنہیں میں نے مختصراً اور کچھ تھوڑے سے موازنہ کے ساتھ بیان کردیا ہے۔ شاہد کی صفت کے مقابلہ میں ایمان باللہ و ایمان بالرسولؐ کہا گیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے تعلیمی لحاظ سے صفاتِ باری کا جو بیان قرآن عظیم میں ہے وہ انسان کی تاریخ میں ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم

معرفتِ صفات وشئونِ باری

کے لئے قرآن کریم پر غور کریں اور صفاتِ باری کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ صفاتِ باری کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بد اعمالیاں سرزد ہوتی ہیں۔ جو توحید سے دُور لے جانے والی اور شرک کے قریب کرنے والی ہیں۔ گویا پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن کریم نے جس رنگ میں صفاتِ باری کو بیان کیا ہے اس رنگ میں ان کا عرفان حاصل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آج جب نبی معہود علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والوں کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ صفاتِ باری کا جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں بیان فرمایا ہے اور جو تفسیر قرآنِ عظیم ہے اُن صفات کے بیان کا پڑھنا اور اُن کو سمجھنا اور اُن کو یاد رکھنا ہمارا فرض ہے گویا ہمیں عرفانِ صفاتِ باری حاصل ہونا چاہیئے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شاہد ہیں۔ صفاتِ باری کے گواہ ہیں اور ان کی صفات کی حقیقت کو اپنے عمل سے ثابت کرنے والے ہیں اس لئے اس جہت سے آپؐ کی متابعت میں ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی صفات کو سمجھنے والے اور ان پر غور کرنے والے ہوں۔ ہمیں صفاتِ باری کی اس حد تک معرفت حاصل ہو جائے کہ وہ

ہماری زندگی کی رُوحِ رواں

بن جائیں۔ وہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہو جائیں۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا ہم احمدیوں پر یہ ذمہ داری بھی ڈالتا ہے (یوں تو سب نوعِ انسانی پر ڈالتا ہے لیکن اس وقت پہلے مخاطب آپ ہیں اس واسطے میں کہوں گا کہ احمدیوں پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہے) کہ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے شاہد کی صفت میں علمی لحاظ سے صفاتِ باری اور توحیدِ باری کو بیان کرنے والا جو حصہ ہے وہ محض ایک فلسفیانہ بیان نہیں بلکہ وہ ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہونیوالا بیان ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ ہم صفاتِ باری کے مظہر بنیں تو گویا شاہد کی صفت کے مقابلہ میں جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وجود پر صفاتِ باری کا جو رنگ چڑھایا تھا ہم بھی اپنے پر وہی رنگ چڑھانے کی کوشش کریں۔ تاہم (یہ تو صحیح ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بن سکتے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر

بن سکتے ہیں) آنحضرت صلعم کی شبیہ اور آپؐ کا ظل بن جائیں۔ ایک اچھا فوٹوگرافر اچھی تصویر کھینچتا ہے لیکن ایک عام فوٹوگرافر بالخصوص دیہات میں رہنے والا بڑی بھدّی سی دھندلی سی تصویر کھینچتا ہے۔ لیکن تصویر ہوتی تو اُسی شخص کی ہے جس کی تصویر کھینچی گئی ہے گویا ایک اچھا کیمرہ زیادہ عمدہ اور روشن عکس لے گا لیکن ایک خراب اور سستا کیمرہ دُھندلا سا عکس لے گا۔ اسی طرح ایک شخص جو پوری توجہ اور محنت اور اخلاص سے سعی اور کوشش کرنے والا ہے اور اس کی استعداد بھی زیادہ ہے وہ زیادہ نورانی عکس لے لے گا۔ لیکن ایک کمزور ایمان شخص جو عملاً سست ہے وہ بھی عکس تو لے گا مگر وہ کمزور قسم کا ہوگا۔ تاہم عکس تو وہی ہوگا۔ تصویر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی ایک روشن ہوگی دوسری دُھندلی ہوگی۔ اگر ہم صحیح معنی میں احمدی ہیں تو ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم صفاتِ باری کی معرفت حاصل کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو لائحہ عمل بنائیں۔

میں اس حصہ کو پھر دوہرا دیتا ہوں، شاہد کی صفت کے مقابلہ میں

ہماری ذمہ داری کے دو پہلو

ہیں۔ ان ہر دو پہلوؤں کے لحاظ سے ایک احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صفاتِ باری کی معرفت حاصل کرے، صفاتِ باری کا علم حاصل کرے، اُن کو پڑھے، اُن کی حقیقت کو پہچاننے کے لئے ان پر غور کرے۔ اور دیکھے کہ صفاتِ باری کی کس قدر حسین تفاسیر بیان کی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

دوسرے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفاتِ باری کا رنگ اپنے وجود پر چڑھایا تھا جس طرح آپؐ صفاتِ باری کے مظہر اتم بنے تھے کیونکہ آپؐ کی استعداد اتم تھی اور قوت ایسی تھی کہ جس کے مقابلہ میں کوئی انسانی قوت پیش نہیں کی جا سکتی لیکن اخلاص کے ساتھ قربانیاں دے کر اور مجاہدہ کرکے اللہ تعالےٰ سے

ایک نہ ٹوٹنے والا رشتۂ محبت

قائم کرکے اور اللہ تعالیٰ کے عشق اور پیار میں فنا ہو کر آپؐ نے اپنے اوپر جو رنگ چڑھایا تھا۔ اُسی طرح ہمیں بھی اپنی قوت اور استعداد کے مطابق انتہائی زور لگا کر وہی رنگ چڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صفت تھی مبشّر ہونے کی۔ اس صفت کے مقابلہ میں تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کی رو سے تعزیر اور توقیر کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ المنجد میں عزر کے معنے ہیں:۔ النصرۃ مع التعظیم یعنی کسی ہستی کی عظمت کے احساس کے ساتھ اس کی اعانت اور مدد کرنا تُعَزِّرُوْهُ میں ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات ہے۔ لیکن چونکہ آپؐ کی ذات کو تو کسی انسان کی عزت و تکریم کی ضرورت نہیں کیونکہ پہلے انبیاء کی زبان سے بھی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے بھی یہ کہلوایا گیا ہے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا تو پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ احکام الٰہی کے اجراء میں اپنے نعل اور نمونہ سے مدد کرو۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا جو مقصد ہے۔ اس کو کامیاب کرنے کے لئے عمل اور نمونہ کے ساتھ کوشش کرنا۔ اسی طرح توقیر کے معنی عَظَّمَ اور بَجَّلَ کے کئے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ قول و فعل اور نمونہ سے اس عظیم شریعت کی مدد کروگے تو بشارتوں کو پا لوگے۔ اور خدا کے پیار کو حاصل کر لوگے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اسقدر بشارتیں دی ہیں کہ پہلے انبیاء نے اس کا سواں بلکہ ہزارواں حصّہ بھی بشارتیں نہیں دیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بشارتیں تمہیں اس طرح نہیں ملیں گی جس طرح ایک آم کے درخت کے مالک کو ٹپکے کا آم پکنے کے بعد خود گر کر مل جاتا ہے۔ اور اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کرنی پڑتی بلکہ تمہیں اس کے لئے اسی طرح قربانیاں دینی پڑیں گی جس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے مقصد کے حصول کیلئے بے شمار قربانیاں دیں۔ اور اس راہ میں قسما قسم کے دکھ اور تکلیفیں اُٹھائی تھیں آپؐ کے صحابہ نے بھی آپؐ سے

عشق و وفا کا اعلیٰ و عمدہ نمونہ

دکھایا اور خدا کی راہ میں بڑی قربانیاں دیں۔ چنانچہ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی بلند مقام کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا گیا تھا۔

صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

آپ نے حقیقۃً صحابہ کا درجہ پایا ہے یا نہیں۔ اصل سوال یہی ہے۔ کیونکہ جس شخص نے دیکھا اور بیعت کی مگر کلی طور پر پایا نہیں۔ اس کو وہ ثواب نہیں مل سکتا جو بیعت کرنے کے بعد قربانیاں دینے والے کو ملتا ہے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے بے شمار اور بے مثال قربانیاں دینی پڑیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا قربانیاں دینا آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ احادیث میں آتا ہے کہ جنگوں میں سب سے زیادہ خطرناک جگہ وہ سمجھی جاتی تھی جو آپ کے قریب میں ہوتی تھی۔ کیونکہ آپؐ کا وجود دشمن کا اصل نشانہ تھا چنانچہ صحابہؓ میں سے جو سب سے زیادہ دلیر تھے وہ آپؐ کے قریب رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کے اس جذبہ سے پتہ لگتا تھا کہ وہ کتنے دلیر ہیں۔ صحابہؓ اتنے دلیر تھے تو ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دلیر ہوں گے۔ اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کرسکتا۔ ایک دفعہ رات کو خوف پیدا ہوا۔ لوگ ابھی تیاریاں کر رہے تھے یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ خوف کیوں اور کس طرح پیدا ہوا۔ اسی اثناء میں لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لا رہے ہیں۔ صحابہ کے عرض کرنے پر آپؐ نے فرمایا کوئی بات نہیں میں نے پتہ لے لیا ہے تیاری کر کے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جاؤ گھروں میں آرام کرو۔ اب دیکھو آپؐ نے خطرے کی صورت میں اپنے کسی ساتھی کو بتایا ہنس نہ ساتھ لیا ہے۔ بلکہ یکا و تنہا حالات کا پتہ لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ حالانکہ آپؐ کے صحابہ میں سے ہر ایک آپؐ کے لئے اپنا خون بہانے کے لئے تیار رہتا۔ اور اس پر فخر کرتا تھا۔

غرض خدا کی راہ میں قربانیاں دینے اور خدا کے لئے

محبّت اور خلوص کا اظہار

کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل اور منفرد تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے عرش پر اپنی دائیں طرف بٹھا لیا۔ یہ مقام تو بہت بلند ہے۔ یہ مقام تو عرشِ ربّ کریم ہے۔ اس مقام تک تو ہم اور آپ نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت محمدیہ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اُمت کا ہر شخص اپنی قوت اور استعداد اور مخلصانہ کوشش کے نتیجہ میں مقام عرشِ ربّ کریم سے ورے ورے ساتوں آسمان تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ گویا ایک بہت بڑی بشارت تھی، جو اُمت مسلمہ کو دی گئی ہے۔ جس کے دروازے بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ایک بہت بڑی بشارت ہے جو کھلے الفاظ میں اُمت مسلمہ کو دی گئی ہے۔ لیکن آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کے لئے محض بیعت کر لینا یا زبان سے اقرار کر لینا کافی ہوگا بلکہ آپؐ نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لئے جس رنگ میں اور جس طور پر میں نے قربانیاں پیش کرنے کا نمونہ قائم کیا ہے۔ اسی رنگ میں تمہیں بھی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ تب تم اللہ تعالیٰ کے پیار کو اپنی قوت اور استعداد کے مطابق حاصل کر سکوگے ورنہ نہیں۔

تیسری بات جو پہلی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے طور پر بیان ہوئی ہے وہ آپؐ کا نذیر ہونا ہے آپ کی صفت کے مقابلہ میں امت مسلمہ پر صبح و شام

تبلیغ کرنے کی ذمہ داری

ڈالی گئی ہے تسبیح کے معنے ایک تو تنزیہ و تمجید کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے نقص عیب اور کمزوری سے پاک سمجھنا اس کے دوسرے معنے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے مفردات امام راغبؒ کی رُو سے

"المرّ السریع فی عبادۃ اللہ تعالیٰ وجعل ذالک فی فعل الخیر"

گویا عبادت اللہ کی طرف تیزی سے دوڑ کر اور سرعت کے ساتھ جانا اور خیر اور نیکی بجا لانا تسبیح کے معنوں میں شامل ہے۔ نذیر کی صفت میں ڈرانے کا ذکر ہے۔ یعنی بعض ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے یا اقوال شنیعہ کے نتیجہ میں یا منافقانہ اور کافرانہ نیتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بن جاتے ہیں ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ جب تم پر خدا کا غضب بھڑکتا ہے۔ تو وہ ایسا سخت ہوتا ہے کہ انسان ایک لحظہ کے لئے بھی اسے برداشت نہیں کرسکتا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس معنے میں نذیر ہیں کہ آپ خدا کا غضب بھڑکنے

سے پہلے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہیں۔ ان کو ہوشیار کرتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بنیادی صفت نذیر ہے۔ اس صفت کے مقابلہ میں مسلمانوں پر تسبیح کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ لوگ جو خدا سے دور جا پڑے ہیں۔ اور اپنی اس دوری پر تسلی یافتہ ہیں۔ ان کو جب ڈرایا جائے اور تنبیہ کی جائے تو اس وقت تمہارا فرض یہ ہے کہ تم عبادات بجا لانے اور نیکی کے کام کرنے میں پہلے سے بھی زیادہ سرعت سے لگ جاؤ۔ اس لئے کہ جس وقت انذار ہوتا ہے۔ یعنی کچھ لوگ بدیوں کی طرف جھکنے کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کے مورد

ٹھہرتے ہیں۔ قولاً یا فعلاً اس وقت خدا کے مومن بندہ کے دل میں شیطان یہ وسوسہ بھی پیدا کر سکتا ہے کہ تو بہت کچھ ہے دیکھ دوسروں پر خدا نے اپنا قہر نازل کیا مگر تجھ پر نازل نہیں کیا۔ چنانچہ اس قسم کے شیطانی وسوسہ کے نتیجہ میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ جو خدا کا نیک بندہ تھا اگر اسے ٹھوکر لگے تو بلعم باعور بن جاتا ہے ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار اس کی نفرت اور غضب سے بدل جاتی ہے اس لئے ایسے حالات میں ساتھ ہی مومن کو بھی انذار کر دیا اور ہوشیار کر دیا کہ ایسے وقت میں تمہارے اندر کوئی فخر پیدا نہ ہو بلکہ تمہارے اندر پہلے سے بھی زیادہ عاجزی اور انکساری پیدا ہو تم اس جذبہ کو بیدار رکھنے کے لئے کثرت سے تسبیح کرو۔ خدا تعالےٰ کو پاک و مطہر قرار دو اور اس حقیقت کو جان لو اور اسے ہر وقت پیش نظر رکھو کہ حقیقی پاکیزگی صرف خدا کو حاصل ہے خدا کے علاوہ اس کی مخلوق میں سے یا انسانوں میں سے صرف وہی پاک ہے جسے خدا پاک کرتا ہے۔ اور جس کی پاکیزگی کا اور جس کے تزکیہ کا اور جس کی تطہیر کا خود خدا اعلان فرماتا ہے۔ انسان اپنے زور بازو سے اپنے نفس کی طاقتوں کے بل بوتے پر پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتا

غرض خدا تعالےٰ سے دور ہو جانے والوں پر جب خدا کا غضب بھڑکے یا ان کو تنبیہ کی جائے تو دیکھنا تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب کا جو مقام ہے۔ کہیں شیطان کے ہاتھوں اسے چھینے جانے کا آغاز نہ ہو جائے۔ ایسے موقع پر تمہیں فوراً خدا تعالیٰ کی تسبیح میں لگ جانا چاہئیے۔ تمہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح کی ڈھال کے پیچھے اپنے نفسوں کی حفاظت کرنی چاہئیے۔

انذار کے موقعہ پر

تسبیح کا دوسرا پہلو

یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالےٰ سے دور ہیں اور اس کے قرب و پیار سے محروم ہیں۔ ان کی بداعمالیوں میں سے کچھ اعمال خدا تعالےٰ کے مقربین کو دکھ پہنچانے والے ہوتے ہیں اس واسطے خدا تعالےٰ انہیں (دشمنانِ اسلام کو) انذار کرتا ہے کہ ایسے کاموں سے باز آجاؤ۔ ورنہ قہری گرفت میں آجاؤ گے۔ گویا شیطان کا پہلا وار انسان کی روح پر ہے اور دوسرا وار خدا کے بندوں سے نفرت اور دشمنی کو ہوا دینا ہے۔ یعنی جو لوگ خدا تعالےٰ سے دور ہیں وہ اس کے پیاروں سے پیار نہیں کرتے بلکہ ان سے نفرت سے کام لیتے ہیں۔ وہ انہیں تنگ کرتے اور انہیں ہلاک کرنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی موقعوں پر اللہ تعالےٰ ان سے مثلاً یہ کہتا ہے۔

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ

لیکن ہمیں یہ فرمایا کہ تم یہ نہ سمجھنے لگ جانا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نذیر ہیں۔ اور اپنے سے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے کچھ نہیں کرنا ہے کیونکہ ہم پر وار نہیں ہو سکتا۔ نہیں! تم پر دشمن کا بھی اور شیطان کا بھی دوہرا وار ہو سکتا ہے۔ ایسے موقع پر تم نے خدا کی پناہ ڈھونڈنی ہے۔ اپنے علم پر بھروسہ نہیں کرنا تم نے اپنی جرأت پر تکیہ نہیں کرنا کیونکہ تم خود اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہو علم و فضل اور جرأت وبہادری خدا عطا فرماتا ہے۔ انسان صفات کو اپنے ماں باپ سے لے کر تو نہیں آتا۔ یا اپنے خاندان اور قبیلے سے تو ان چیزوں کو حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ یہ

اللہ تعالیٰ کی دین اور عطا

ہے۔ اس لئے فرمایا کہ ایسے موقع پر اللہ کے سوا اور کسی چیز پر بھروسہ نہ کرنا خدا کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ صفات باری کے علم و عرفان میں ترقی کرتے رہنا۔ اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہنا۔ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ صرف اللہ ہی ہر کمزوری سے پاک ہے اور ہر خوبی سے متصف ہے۔ گویا خدا کا کوئی بندہ کبھی یہ نہیں کہتا کہ چونکہ مجھ میں کوئی کمزوری نہیں اس لئے دشمنِ خدا مجھ پر غالب نہیں آسکتا وہ تو یہی کہتا ہے کہ میں تو کلی طور پر کمزور ہوں اور لاشئ محض ہوں لیکن میں نے جس ہستی کا دامن پکڑا ہے۔ وہ ہر کمزوری اور نقص سے پاک ہے اس کی یہ بنیادی صفت ہے کہ وہ ہر کمزوری اور عیب سے مبّرا ہے۔ اس قدوس ہستی کا دامن پکڑتا ہوں۔ اور اس کی صفات کا واسطہ دے کر اس کے سامنے جھکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اے میرے قادر و توانا خدا ہم میں کوئی طاقت نہیں۔ نہ کوئی علم ہے نہ کوئی جتھہ ہے اور نہ کوئی جرأت ہے۔ کچھ بھی نہیں جو کچھ ہے وہ تجھ سے پایا ہے۔ اور اس وقت تک رکھ سکتے ہیں جب تک تو چاہے اور فیصلہ فرمائے کہ ہم ان صفات سے متصف رہیں۔ ان صفات سے جنہیں تو پسند کرتا ہے اور جن سے محبت کرتا ہے

غرض نذیر کی صفت کے مقابلہ میں تسبیح و تحمید کی ذمہ داری کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس بات سے ڈرتے رہنا ہے کہ شیطان فخر کے جذبات نہ پیدا کر دے دوسرے یہ کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنے زور بازو پر تکیہ نہیں کرنا اور ہمیشہ یہی سمجھتے رہنا ہے کہ ہم خدا کی مدد اور اس کے رحم کے بغیر اس کی محبت اور پیار کے بغیر قرب الٰہی کے مقام کو نہ اس دنیوی زندگی میں قائم رکھ سکتے ہیں اور نہ اس کے نتیجہ میں

اُخروی زندگی میں فلاح

پا سکتے ہیں۔ اس لئے ہر دو معنی میں اس کی طرف جھکنا اور اس کی تسبیح میں مشغول ہو جانا ضروری ہے۔ خدا کو ہر عیب اور کمزوری سے پاک اور مقدس ٹھہراتے ہوئے اور سب پاکیزگی اور تقدس اور تزکیہ کا سرچشمہ سمجھتے ہوئے تسبیح کرنی ہے تاکہ بجائے اس کے ہم اپنے نفس پر یا اعمال پر یا اپنے افعال پر یا اپنے علم پر یا اپنے تجربہ پر یا اپنے جتھہ پر یا اپنی دلیری پر بھروسہ کریں ہم نے اس کی محبت کو اور اس کے پیار کو پہلے سے زیادہ جذب کرنے کیلئے نیک اعمال بجالانے میں خیر اور نیکی کے کام کرنے میں اور بھی زیادہ سرعت دکھلانی ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جس میں یار نہاں میں نہاں ہو جانے کا راز مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی معنی میں فرمایا ہے ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں

نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء

آخری قسط

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

۶۔ مخالفین سے حسنِ سلوک

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اپنے شدید مخالفین کو ان کی شرارت کا بدلہ دینے کی طاقت رکھنے کے باوجود ان سے عفو اور درگذر اور احسان کا سلوک فرماتے تھے۔ اور درگذر فرمانے کے بعد ان باتوں کی طرف اشارہ تک نہ کرتے۔ حضور کو وہ وقار نظر آتے تھے۔ حضرت عرفانی صاحبؓ کے بیان کردہ ذیل کے چند واقعات اس پر روشنی ڈالتے ہیں :-

۱۔ لاہور میں حضور اپنے خدام کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک شخص مدعیٔ مہدویت نے حضور پر حملہ کر دیا اور حضور کو زمین پر گرانا چاہا۔ حضور سنبھل گئے۔ خدام نے جو جوش میں تھے، اسے پکڑ لیا اس کی زبان بے قابو تھی۔ لیکن حضور نے فرمایا جانے دو معذور ہے اور بہت تاکید کی اور اپنی عادت کے خلاف ہر دو چار قدم کے بعد مڑ کر دیکھتے اور یہی تاکید فرماتے رہے۔

(سیرت مسیح موعودؑ۔ مؤلفہ حضرت عرفانی صاحبؓ حصہ سوم۔ صفحہ ۴۰۶)

۲۔ لاہور میں ایک برہمو سماج لیڈر غالباً اینا شو مہاز مدار بابو حضور سے کچھ سوالات کر رہے تھے کہ ایک بد زبان مخالف نے آکر نہایت دل آزار اور گندی باتیں کہنی شروع کیں اور حضور خاموش بیٹھے رہے ایسے اپنی جائے قیام سے نکلوا سکتے تھے لیکن ایسا کبھی آپؑ نے نہیں کیا۔ اس برہمو لیڈر نے منع کرنا چاہا۔ لیکن حضور نے ان کو کہا کہ اسے کہنے دیں۔ وہ مخالف بالآخر بکواس کر کے تھک گیا اور چلا گیا۔

(ایضاً۔ صفحہ ۴۰۷)

۳۔ ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا، مسجد میں آپ سے ملا۔ اور بڑی گستاخی سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے کئی دفعہ کہا کہ آپ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں اور میں نے ایسے بہت سے مکار دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔ لیکن ان باتوں سے حضور کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔

(ایضاً۔ صفحہ ۴۱۱)

۴۔ اسی طرح لکھنؤ سے ایک ڈاکٹر آئے ان کی شوخی اور تمسخر کی باتوں سے بعض خدام میں بے حد جوش پیدا ہوا۔ لیکن حضور ڈاکٹر موصوف سے جواب میں نرمی سے پیش آئے۔ اور اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی کہ

"میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سب و دشنام تک بھی نوبت پہنچ جاوے، تو اس کو گوارا کرنا چاہیئے کیونکہ وہ مریدوں میں تو داخل نہیں ہے۔ ہمارا کیا حق ہے کہ ہم اس سے وہ ارادت و ادب چاہیں جو مریدوں سے چاہتے ہیں۔"

اس نو وارد ڈاکٹر پر نیک اثر ہوا جو دوسرے روز ان کی گفتگو سے ظاہر ہوا۔

(ایضاً۔ صفحہ ۴۱۳)

۵۔ آمنے سامنے گندے حملوں اور قتل کے منصوبوں، اخبارات اور خطوط میں گالیوں کی بوچھاڑ کرنے کے علاوہ گندی گالیوں سے پُر خطوط آپؑ کو بیرنگ بھیجے جاتے۔ حضور وصول کر کے ان کے حق میں دعا کرتے تھے۔ حضور ایک دفعہ سیالکوٹ تشریف لے گئے تو ان مخالفین نے پتھر مارنے اور گالیاں دغیرہ دینے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کے مخالف ہونے کے باوجود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار "اہلحدیث" میں اس مخالفت کا ان الفاظ میں ذکر کیا :-

"ان (مخالف مسلمانوں) سے جہاں تک ہو سکا مرزا صاحب کا ساتھ دیا۔ روانگی کے وقت بدستور ریلوے سٹیشن تک جیسا استقبال کیا اس سے بڑھ کر استدبار (یعنی واپسی پر) کیا۔ بلکہ ایک مزید بات یہ بھی ہوئی جو سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے .... اپنے اسلامی اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا۔ چلتی گاڑی سے ایک طرف پرہ (قطار) باندھ کر کھڑے ہو گئے اور مرزا صاحب کی مستورات کے سامنے جوشِ جنوں میں ننگے ہو کر ناچے۔"

(ایضاً۔ صفحہ ۴۰۵ تا ۴۱۹)

۶۔ میرٹھ کے اخبار "شحنۂ ہند" میں گندے مضامین شائع کئے جاتے تھے۔ وہاں کی جماعت کے صدر حضرت شیخ عبدالرشید صاحبؓ نے توہین آمیز مضامین پر نالش کرنا چاہی جو ہر طرح جائز ہوتی لیکن حضور نے فرمایا :-

"ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔"

(ایضاً۔ حصہ اوّل صفحہ ۱۰۶)

۷۔ امرتسر کے میڈیکل مشن کے پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے ۱۸۹۷ء میں حضور پر اقدامِ قتل کا دعویٰ دائر کیا۔ اس مقدمہ کی سماعت میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کپتان ڈگلس نے اس مقدمہ کو محض جھوٹا اور بناوٹی پایا۔ اور آپؑ کو بری قرار دیا۔ احباب خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اقدامِ قتل کا مقدمہ تھا۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک بہت بارسوخ پادری تھا۔ ڈپٹی آتھم سے جب حضرت مرزا صاحبؑ کی بحث ۱۸۹۳ء میں بمقام امرتسر پندرہ دن تک ہوئی تو یہ اس میں پریذیڈنٹ تھا۔ اور ایک روز اس نے بھی بحث کی تھی۔ اتنا بڑا دشمن ایسے خطرناک مقدمہ میں ناکام ہو چکا تھا۔ کوئی اور ہوتا تو اپنے ایسے خطرناک دشمن سے انتقام لیتا۔ جو ہر لحاظ سے جائز بھی تھا۔ لیکن جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حضورؑ سے مخاطب ہو کر پوچھا

کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں؟ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کا حق ہے۔

تو حضورؑ نے جواب دیا کہ

میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔

اس طرح حضورؑ نے اپنے عمل سے درگذر اور عفو کا سبق دیا۔

(سیرت مسیح موعودؑ حصہ اوّل صفحہ ۱۰۷)

۸ تا ۱۱ ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان کے مالکوں میں سے تھے۔ پھر آپؑ کے ماننے والوں کی تعداد مستقل طور پر قادیان آکر آباد ہو گئی تھی۔ اور ہر ہفتے احمدی احباب قادیان میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ ان کی آمد سے قادیان کی آبادی کو مالی فائدہ بھی ہوتا تھا احمدیوں کی طرف سے کسی قسم کی شرارت نہیں ہوتی تھی۔ ان حالات میں بھی حضورؑ کے چچازاد بھائیوں کی طرف سے احمدیوں کو ایذاء دہی ہوتی تھی۔ وہ مہمانوں کے دامن میں پاخانہ ڈلوا دیتے۔ اور کھیاں اور ٹوکریاں اکثر لے جاتے تھے۔ ان کی شرارتوں اور حضورؑ کی شفقت کے بعض واقعات جو حضرت عرفانی صاحبؓ کے تحریر کردہ ہیں بیان کئے جاتے ہیں :-

سید احمد نور صاحبؓ پٹھان نے ڈھاب میں حضور کی اجازت سے مکان بنانا چاہا تو غیر مسلموں نے ان پر حملہ کر کے ان کو اور ان کے بھائی کو مارا اور اسی کھینچا تانی میں ایک غیر مسلم کو بھی چوٹ لگی۔ اور اس کی پیشانی سے خون نکل آیا۔ اور سید صاحب بھی لہولہان ہو گئے۔ ہم نے حضورؑ کے چچازاد بھائی مرزا نظام الدین صاحب کو موقعہ پر لاکر یہ حملہ آور دکھائے۔ مرزا صاحب انہیں واپس لے آئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا تو فرمایا کہ جس طرح بھی ہو باہم صلح کرا دینی چاہیئے۔ ہمارے سامنے مرزا نظام الدین صاحب مان جاتے لیکن در پردہ انہیں کے اُکسانے پر اس شخص نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ اور بعض دیگر افراد پر نالش کر دی۔ چونکہ یہ بگوہ تھا۔ ان لوگوں کے صلح سے گریز کرنے پر ہماری طرف سے پولیس کو اطلاع ملی جس نے اپنی تفتیش میں جرم ثابت پا کر سولہ افراد کا چالان کر دیا۔ ہمارے خلاف نالش محض جھوٹی تھی۔ اس لئے پہلی ہی پیشی میں خارج ہو گئی۔

بگوہ والے مقدمہ میں ملزموں پر فردِ جرم عائد ہوئی اور شہادتِ صفائی کے بعد فیصلہ کے لئے پیشی مقرر ہوئی۔ چونکہ مقدمہ میں ان کا جرم ثابت ہو چکا تھا۔ یہ ملزمین لالہ شرمپت رائے صاحب اور لالہ ملاوامل جی اور بعض دیگر افراد کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت معذرت کی اور کہا کہ آپ کے بزرگ ہمیشہ ہم سے اچھا سلوک کرتے آئے ہیں اور پکا وعدہ کیا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ ہو گی اس پر حضور نے معاف کر دیا۔ اور مجھے فرمایا کہ میری طرف سے عدالت میں کہدیں کہ میں نے معاف کر دیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ چالان پولیس کی طرف سے ہے۔ اور سرکار اس میں مدعی ہے۔ سولہ کے سولہ ملزموں کا رہا ہو جانا پولیس کبھی پسند نہ کرے گی اور ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ ہم یہ مقدمہ بطور راضی نامہ ختم کر دیں اور اب صرف حکم سنایا جانا باقی ہے۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ ہمارے اختیار میں جو کچھ ہے وہ کر لینا چاہیئے۔ میری طرف سے جاکر کہدیا جائے کہ انہوں نے معاف کر دیا ہے۔ عدالت منظور نہ کرے تو اس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ فوراً چلے جاؤ۔

چنانچہ ہم نے دوسرے روز پیشی پر یہ بات جاکر کہدی۔ پولیس کو قدرتی طور پر افسوس ہوا۔ اور مجسٹریٹ سردار غلام حیدر صاحب نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے؟ آپ کا کیا اختیار ہے؟ سرکار مدعی ہے۔ مقدمہ کی کارروائی ختم ہو چکی

ہے۔ صرف حکم باقی ہے۔ میں نے کہا کہ کچھ بھی ہو، حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہے۔ آپ کا جو اختیار ہے آپ کریں۔ ہم کو یہی حکم ہے اور وہ آپ تک پہنچا دیا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب بہت متأثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ جب حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہے تو میں بھی معاف ہی کرتا ہوں۔ اور ملزموں کو مخاطب کر کے کہا کہ

ایسا مہربان انسان کم دیکھا گیا جو دشمنوں کو اس وقت بھی معاف کر دے جب کہ وہ اپنی سزا بھگتنے والے ہوں۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ ایسے بزرگ کی جماعت کو تم تکلیف دیتے ہو۔ آج تم سزا پاتے مگر یہ مرزا صاحب کا رحم ہے کہ تم کو جیل نہ سے بچا دیا

حضورؑ کا مزید رحم و کرم دیکھیے کہ اس مقدمہ میں حضورؑ کا ایک ہمسایہ نہال سنگھ جٹ ایک لیڈر کی حیثیت سے حصہ لیتا تھا۔ وہ دوسروں کے ساتھ شریک ہو کر احمدیوں کو تنگ کرتا تھا۔ اور گالیاں دیتے رہنا اس کا معمول تھا۔ ان مقدمات کے دوران اس کے بھتیجے کی بیوی کے علاج کے لئے مشک کی ضرورت پڑی جو قادیان میں کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتی تھی۔ اس نے حضور کے دروازہ پر جا کر آواز دی تو حضور فوراً ہی تشریف لے آئے اور بات سن کر اسی وقت مشک جیسی قیمتی چیز نصف تولہ کے قریب لا کر دیدی

(سیرت مسیح موعودؑ حصہ اول صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۵)

اسی طرح حضور نے اپنا ایک قطعہ زمین حضرت حکیم فضل دین صاحبؓ کو دیا۔ ایک اور شخص نے حکیم صاحب پر اس بارے میں دعویٰ دائر کر دیا۔ حضور پسند نہ فرماتے تھے کہ شرارتوں کا مقابلہ کیا جائے اس لئے حکم دیا کہ جوابدہی چھوڑ دو۔ زمینوں کی پرواہ نہیں۔ خدا تعالیٰ چاہے گا تو آپ ہی دیدے گا۔ زمین خدا کی ہے۔ مرزا نظام الدین صاحب کو معلوم ہوا تو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے حق کو تو چھوڑتے ہیں مجھے ہی زمین دیدیں اور میں قیمت بھی دیدوں گا۔ اور ایک پرامیسری نوٹ بھی لکھ کر بھیجا چنانچہ یہ قطعہ مرزا نظام الدین صاحب کو دیدیا گیا۔ جو بعد میں انہوں نے حضور کے ایک خادم کے ہاتھ ایک معقول قیمت پر فروخت کر دیا۔ مگر حضور نے اس پرامیسری نوٹ کی رقم کا کبھی مطالبہ نہیں کیا۔

(سیرت مسیح موعودؑ حصہ اول صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۰)

ایک دفعہ ان چچازاد برادران نے مسجد مبارک کا راستہ ایک دیوار کے ساتھ بند کر دیا۔ اس طرح لمبے راستہ سے مسجد میں پانچوں وقت آنا پڑتا تھا۔ جو ضعیف یا نابینا افراد کے لئے خصوصاً تکلیف دہ تھا۔ بارش کے ایام میں بعض افراد گر جاتے اور ان کے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو جاتے تھے۔ پانی بھی ان ظالموں نے بند کر دیا۔ بالآخر عدالت کی طرف رجوع کرنا پڑا جس کے فیصلہ سے یہ دیوار گرائی گئی۔ اور ہرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی۔ حضور نے اس خرچہ اور ہرجانہ کی ڈگری کا اجراء پسند نہ فرمایا تو خواجہ کمال الدین صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس کی میعاد نہ گزر جائے۔ اس کے اجراء کی کارروائی کی۔

مرزا نظام الدین صاحب کے نام جو زندہ تھے نوٹس جاری ہوا تو انہوں نے حضور کے نام خط لکھا کہ نوٹس میرے نام آیا ہے اور میری حالت آپ کو معلوم ہے۔ اگرچہ میں قانونی طور پر اس روپیہ کے ادا کرنے کا پابند ہوں اور آپ کو بھی ہر طرح وصولی کا حق ہے۔ ہماری طرف سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی تکلیف آپ کو پہنچتی رہی ہے مگر یہ بھائی صاحب کی وجہ سے ہوتا تھا اور مجھ کو بھی شریک ہونا پڑتا تھا۔ آپ رحم کر کے معاف فرمائیں تو آپ اس قابل ہیں۔ اور اگر معاف نہ کریں تو باقساط وصول کر لیں۔ حضور نے اس اجراء پر ناراضگی کا اظہار کیا اور میعاد کو محفوظ کرنے کے عذر کو بھی پسند نہ کیا۔ اور فرمایا کہ آئندہ کبھی اس ڈگری کو اجراء نہ کرایا جائے۔ ہم کو دنیا داروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دینے کے لئے یہ کام کیا تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا۔ بارشوں کے دن تھے حضور رنے ایک خط ان کے نام دیا کہ جہاں ہوں پہنچایا جائے۔ مرزا نظام الدین صاحب موضع نسانیاں گئے ہوئے تھے۔ خط لانے والے نے وہاں خط پہنچایا۔ اس خط میں حضورؑ کی طرف سے نہایت ہمدردی کا اظہار تھا اور یقین دلایا تھا کہ ڈگری کا کبھی اجراء نہ ہو گا۔ سب کچھ معاف کر دیا ہے۔ مرزا نظام الدین صاحب پر اس خط کا ایسا اثر ہوا کہ باقی عمر میں انہوں نے مخالفت ترک کر دی۔

(ایضاً۔ حصہ اول صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۹)

اس کتاب (حصہ اول۔ صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰ وغیرہ) میں حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وہ شخص تھے جنہوں نے سب سے پہلے فتویٰ کفر صادر کرایا اور حضور کے قتل کے فتوے شائع کئے۔ اور ڈاکٹر کلارک والے اقدام قتل کے مقدمہ میں ڈاکٹر مذکور کی طرف سے گواہ کے طور پر پیش ہوئے۔ مخالف گواہوں کو عدالت میں جرح کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حضور کے وکیل مولوی فضل الدین صاحب لاہور نے جو احمدی نہیں تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب پر ایسی جرح کرنی چاہی جو اس کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتی۔ وکیل صاحب موصوف حضورؑ کے مقدمہ کی دیانتداری سے پیروی کے لئے اور حضورؑ کے ارادۂ قتل کے الزام سے بے گناہی ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد حسین صاحب جیسے دشمن گواہ کو اس کی اصلی صورت میں دکھانا چاہتے تھے لیکن حضورؑ نے اپنے وکیل کو سختی سے روک دیا اور کہا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اور فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے کہ اس کے اپنے اختیار سے باہر ہے اور میں اس کی عزت کو برباد نہیں کرنا چاہتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

جماعتِ احمدیہ بھوبنیشور کی طرف سے

ایک معزز غیر احمدی دوست کو تبلیغ

مقامی مجلس خدام الاحمدیہ بھوبنیشور کی طرف سے ماہ رواں میں جن معزز افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی، ان میں سے محترم جناب ایم۔ ڈبلیو۔ احمد خان صاحب کمشنر انکم ٹیکس برائے صوبہ اڑیسہ کا نام گرامی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہماری درخواست پر موصوف نے ازراہ شفقت ۲۲ر جون ۱۹۷۵ء بروز اتوار صبح ۸½ بجے کا وقت دیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران کے علاوہ ہماری جماعت کے چھ افراد کا وفد زیر سرکردگی محترم جناب مولوی سید منظور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بروقت موصوف کے بنگلہ پر پہنچا۔ موصوف نے ہمیں پرتپاک خوش آمدید کہا۔ اور نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ ممبران وفد کا تعارف کرایا گیا۔ آں موصوف کو محترم صدر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی اہمیت بتائی نیز جماعت احمدیہ کی تبلیغی اور تربیتی مساعی کے بارہ میں احسن پیرائے میں ذکر کیا۔ موصوف نے بڑے خلاق اور غور سے تمام حالات سُنے۔ نیز پاکستان میں جماعت احمدیہ کی حالیہ مخالفت کی پُر زور مذمت کی۔ خصوصاً احمدیہ مساجد، قرآن کریم وغیرہا کو نذر آتش کرنے کے سلسلہ میں افسوس کا اظہار فرمایا۔ دوران گفتگو موصوف نے بتلایا کہ کسی زمانہ میں موصوف کے گھرانے کے محترم حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالت ہیگ سے تعلقات تھے۔ اور یہ بھی بیان فرمایا کہ ان کا اپنا وطن صوبہ اُتر پردیش کا شہر کانپور ہے۔ اور موصوف سُنّی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے خاندان کا ایک حصہ بفضلہ تعالیٰ احمدی ہے۔ اور بتایا کہ جناب خان بہادر آصف علی خان صاحب سابق کلکٹر یو پی جو موصوف کے خالو تھے احمدی تھے اور ان کے تمام اہل و عیال بوقت تقسیم ہند و پاک، پاکستان ہجرت کر گئے تھے۔ اور سوائے اپنی خالہ جان کے تمام کے تمام بفضلہ تعالیٰ احمدی ہیں۔ اپنے ایک خالہ زاد بھائی مکرم جناب میجر عارف زمان خان صاحب ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے بارہ میں بتلایا کہ جس وقت وہ اُتر پردیش میں قیام پذیر تھے جماعت احمدیہ کا لٹریچر اکثر پڑھنے کو دیا کرتے تھے۔ بالآخر موصوف کو جماعت احمدیہ کے لٹریچر زیر پڑھنے کو دیئے گئے جو موصوف نے دیکھتے ہی دریافت فرمایا کہ اگر کتاب "دعوۃ الامیر" ہو تو مجھے مطالعہ کے لئے دیں۔ چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق مندرجہ ذیل کتب صدر صاحب جماعت نے پیش فرمائیں۔

(۱) دعوۃ الامیر (۲) ختم نبوت کی حقیقت انگریزی
(۳) Civilisation (۴) What is Ahmediyyat
(۵) ہمارا مؤقف (۶) عقائد احمدیت
(۷) Wisdom of the Holy Prophet. وغیرہ

چنانچہ موصوف نے ان کتب کو اپنی پسند کے مطابق بخوشی قبول فرمایا۔ اور آئندہ ملاقات کے لئے وعدہ فرمایا۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: سید محمد سرور۔ سکریٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بھوبنیشور

وادیٔ پونچھ میں کامیاب و دلچسپ مباحثہ

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم پونچھ

مولانا محمد سلطان صاحب فاضل امام جامع مسجد پونچھ جماعت احمدیہ سے متعلق عوام میں غلط فہمیاں پیدا کر کے اپنا دائرہ اثر وسیع کرنے کی کوشش کر رہے تھے جس پر ایک غیر از جماعت دوست محترم میر نذیر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے خواہش کی کہ ان کے مکان میر منزل میں خاکسار کے ساتھ مولانا مذکور کا مباحثہ ہو جائے۔ میں رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے میدان مباحثہ میں حاضر ہو گیا۔ جہاں معززین شہر جو غیر از جماعت اور غیر مسلم بھی تھے مباحثہ سننے کیلئے موجود تھے۔ مباحثہ دوپہر دو بجے شروع ہوا جس میں جج کے فرائض جناب میر غلام محمد صاحب سابق سٹیٹ منسٹر جموں و کشمیر نے ادا کئے۔ اور معززین میں سے خاص طور پر محترم جناب میر منیر حسین صاحب ایم اے ایل۔ ایل۔ بی۔ رئیس اعظم پونچھ محترم چوہدری وزیر محمد صاحب صدر کانگریس بلاک پونچھ محترم میر نذیر حسین صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ محترم ٹھیکہ دار چمن لال صاحب اور محترم میر محمد صاحب نے شمولیت فرمائی مباحثہ کی مختصر سی رپورٹ بغرض ملاحظہ پیش خدمت ہے۔

مباحثہ کے آغاز میں مولانا محمد سلطان صاحب فاضل نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ احمدی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو وفات یافتہ تسلیم کرتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں اُن کے آسمان پر زندہ ہونے کا ذکر ہے۔ آپ اُن کی وفات سے متعلق ثبوت اور دلائل دیں۔

خاکسار نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مولانا صاحب چونکہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی حیات کے قائل ہیں اور حیات وفات سے پہلے ہے اس لئے آپ پر اُن کی حیات کو ثابت کرنا لازم آتا ہے۔ لیکن اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ تو کیا دنیا بھر کے علماء ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قرآن مجید میں سے ایک آیت کریمہ بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمان پر زندہ ہونا ثابت ہو۔ آج اس بھری محفل میں جو آپ کی خواہش پر ہی منعقد کی گئی ہے طبع آزمائی کر کے دیکھ لیں۔

اس پر مولانا موصوف نے قرآن مجید کی آیت "بَل رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیهِ" پیش کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا دعویٰ کیا؟ چنانچہ خاکسار نے اُن کے استدلال پر لفظ رفع پر جرح کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت میں کس لفظ کے معنیٰ آپ آسمان کے کرتے ہیں۔ اور یہی لفظ قرآن مجید میں اور احادیث میں بعض نبیوں اور دوسرے لوگوں کیلئے آیا ہے۔ مثلاً حضرت ادریس علیہ السّلام سے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے۔ "وَرَفَعنَاہُ مَکَانًا عَلِیًّا" اسی طرح آنحضرت صلعم نے اپنے چچا حضرت عباس کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ رفعک اللّٰہ یا عمی (کنز العمال، جلد ۷) اور آنحضرت صلعم کی وفات کا ذکر ان الفاظ میں تفسیر صافی ص۱۳۱ میں کیا گیا ہے کہ۔

"حتیٰ اذا دعی اللّٰہ نبیہٗ ورفعہٗ الیہ"

اور یہی لفظ ہم اُردو میں بھی کسی کی وفات کے لئے کہتے ہیں کہ فلاں کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اُٹھا لیا۔

جس پر مولانا محمد سلطان صاحب نے بھری مجلس میں اس بات کا اعتراف کیا کہ صریحاً قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا ثابت نہیں البتہ اس کیلئے احادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔

خاکسار نے کہا کہ آپ کوئی حدیث پیش کریں لیکن میں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ کوئی صحیح حدیث تو دور کی بات ہے وضعی حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں یہ ذکر ہو کہ وہ آسمان پر بجسد عنصری زندہ موجود ہیں۔ آج سے اَسّی سال قبل حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے یہ چیلنج دیا تھا جو آج کی محفل میں خاکسار ببانگ دہل پیش کر دیتا ہے۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں۔

"اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اور اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپے تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا"

(کتاب البریہ ص۲۲۵ و ۲۲۶ حاشیہ)

آج تک کوئی مخالف ایسی حدیث پیش نہیں کر سکا۔ اگر مولانا صاحب کا دعویٰ ہے تو اُن کے لئے بھی طبع آزمائی کا دروازہ کھلا ہے۔

جس پر غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کا ذکر وضاحت سے آیا ہے۔ اور نازل کے معنیٰ آسمان سے اُترنے کے ہی ہیں۔

چنانچہ خاکسار نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اول تو آپ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمان پر چڑھنا ہی ثابت نہیں کر سکے جس کا آپ کو دعوےٰ تھا لیکن اگر آپ نازل سے مراد آسمان سے اُترنے کے ہی لیتے ہیں تو قرآن مجید میں آنحضرت صلعم سے متعلق یہی لفظ استعمال ہوا ہے کہ

قد انزل اللّٰہ الیکم ذکرًا رسولًا یتلو علیکم......

(طلاق رکوع ۲)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف محمد رسول اللہ صلعم کو نازل فرمایا ہے جو تم پر اللہ کی نشانیاں پڑھتا ہے۔ کیا حضور صلعم آسمان سے آئے تھے۔

پھر قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر نازل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

① ۔انزلنا الحدید (حدید رکوع ۳)

② ۔انزلنا الیکم لباسًا (اعراف)

③ ۔انزل لکم من الانعام

پھر آنحضرت صلعم کے متعلق آیا ہے کہ۔

"کان اذا انزل منزلًا فی سفر لم یرتحل حتیٰ یصلی فیہ رکعتین" (کنز العمال جلد ۱)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلعم سفر میں مقام کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر کوچ کرتے تھے۔ کہ ان تمام مثالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو نزول کے معنیٰ سمجھنے میں غلطی لگی ہے اس لئے آپ اصلاح کر لیں ورنہ اگر کوئی حدیث ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا بجسد عنصری آسمان پر زندہ ہونا ثابت ہو تو پیش کریں۔

اس کے بعد خاکسار نے قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات ثابت کی۔ اور یہ مباحثہ پانچ بجے شام تک بڑے پُر امن ماحول میں ہوا اور آخر میں جج موصوف نے (جو کہ غیر از جماعت ہیں) فیصلہ دیا کہ۔

"مولانا محمد سلطان صاحب جنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمان پر جسم عنصری سے زندہ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ وہ قرآن مجید سے ثابت نہ کر سکے بعد میں اُنہوں نے احادیث کا سہارا لیا لیکن اُن کے دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ احادیث میں بھی صریحاً حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا آسمان پر جانا ثابت نہیں ہے"

الحمد للّٰہ اس مباحثہ کا اس علاقہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے حق میں بہت اچھا اثر ہے۔ یہاں تک کہ میر نذیر حسین صاحب جنہوں نے مباحثہ کروایا تھا اُنہوں نے میرے پاس آ کر کہا کہ ہمارے مولوی صاحبان (جن سے خاکسار کے متعدد مباحثہ ہو چکے ہیں) مجھ پر ناراض ہوتے ہیں کہ آپ احمدیوں سے مباحثہ کیوں کرواتے ہیں اس کا اثر ہمارے لئے بہت بُرا پڑتا ہے۔ آپ مباحثہ احمدی مبلغ سے نہ کروایا کریں۔

قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مباحثہ کے بہتر نتائج نکالے اور سعید روحیں آنے والے امام مہدی پر ایمان لے آئیں کیونکہ اسی میں اُن کی بھلائی ہے۔ آمین

درخواست دُعا

۱۔ مکرم بشیر احمد صاحب لون (برادر اصغر مکرم مبارک احمد صاحب ظفر صدر جماعت ناصر آباد) کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے اولاد نرینہ اور زچہ بچہ کی صحت و سلامتی کے لئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ ناصر آباد

۲۔ خاکسار نے نیا کاروبار شروع کیا ہے اُس میں ترقی کے لئے نیز میرے بچوں کو خدا تعالیٰ نیک اور صالح خادم دین بنائے۔ اور دینی دنیوی ترقیات سے نوازے۔ آمین

خاکسار طاہر احمد مرزا انگلینڈ

جمبور (بمبئی) کے گوردوارہ میں احمدی مبلغ کی تقریر

جناب سردار شنام سنگھ صاحب لیشیلہ ساکن جمبور بمبئی ایک کنٹراکٹر ہیں۔ وہ ایک مرتبہ ہمارے ایک پبلک جلسہ میں شریک ہوئے اور تقاریر سے متاثر ہوئے۔ اُن کے دل میں تمنا تھی کہ وہ جمبور کے گوردوارہ میں ایک مرتبہ ہماری تقریر کروائیں۔ جمبور بمبئی سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چنانچہ انہوں نے ۲۹ر جون کی شب کو اس کا انتظام کیا۔ خاکسار مع احباب جماعت اُن کے ہمراہ جمبور گیا۔ اور گوردوارہ میں ۸½ تا ۹½ بجے شب گورو نانک دیو جی کی پوتر سیرت اور تعلیمات پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ اور باہمی محبت و پریم اور اتحاد و اتفاق اور خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی اپیل کی۔ تقریر کے اختتام پر جناب سکریٹری صاحب گوردوارہ نے تعریفی کلمات میں ریمارکس دئے۔ اور حاضرین نے بھی تقریر کو پسند کیا۔ تقریر کے ختم ہونے کے بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ہم سردار شنام سنگھ صاحب لجیلہ کے ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے یہ تبلیغی موقعہ میسر کیا۔ اللہ تعالیٰ خوشکن نتائج ظاہر فرمائے۔

خاکسار۔ شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

شریمتی پدمجا نائیڈو گورنر مغربی بنگال کی یاد میں

محترمہ پدمجا نائیڈو سابق گورنر حکومت مغربی بنگال ۲ر مئی کو انتقال کر گئیں۔ موصوفہ کے اس سانحہ انتقال پر اپنے تو اپنے غیر بھی افسوس و صدمہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے نہایت زیرک اور خلیق خاتون تھیں بڑی اچھی مدبرہ بھی تھیں۔ آپکی مدت گورنری میں مغربی بنگال کی دائیں اور بائیں بازوں والی پارٹیاں بھی عزت کرتی رہی تھیں۔ ہم ممبران جماعت بھی اُنکی موت پر غم زدہ ہوئے۔

جماعت احمدیہ کلکتہ سے بھی موصوفہ کا تعلق ہو گیا تھا۔ لجنہ اماء اللہ کلکتہ کی تجویز پر خط لکھا گیا تھا کہ ممبرات آپ سے ملنا اور قرآن کریم و دیگر اسلامی لٹریچر کا تحفہ دینا چاہتی ہیں موصوفہ نے نہایت خوشی کے ساتھ قبول کیا اور حسب پروگرام چار ممبرات لجنہ گورنمنٹ ہاؤس کلکتہ پہونچ گئیں نہایت عزت و احترام سے ملیں ایک مختصر ایڈریس اُردو میں ساتھ لے گئی تھیں موصوفہ نے اسے پڑھ لیا اور کہا کہ جب بھی کوئی لجنہ کے زیر اہتمام تقریب ہو اطلاع ملنے پر شریک ہوں گی۔ قرآن کریم ترجمہ انگریزی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی وغیرہ نہایت باادب ہوکر دونوں ہاتھوں سے لیا اور شکریہ ادا کرتی رہیں اور خوشی کا اظہار کرتی رہیں۔

محترم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل اور خاکسار بھی ان ممبرات کے ساتھ گورنر ہاؤس گئے تھے اور گورنر کے ایڈی کانگ کے دفتر میں ہم دونوں مصروف تبلیغ رہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ موصوفہ نے ممبرات کو وقت دیا تھا۔ فالحمدللہ۔

ممبرات لجنہ اماء اللہ کلکتہ کو خاص طور پر ان کے انتقال پر صدمہ ہوا ہے۔

شریمتی پدمجا نائیڈو کی والدہ بلبل ہند سروجنی نائیڈو آنجہانی کے مراسم ہماری جماعت کے ساتھ بہت گہرے تھے۔ اور وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) کے ساتھ عقیدتمندانہ تعلق رکھتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے افراد کو شریمتی پدمجا نائیڈو کے انتقال پر دکھ ہوا ہے۔

خاکسار۔ محمد شمس الدین کلکتہ

درخواست دُعا

۱۔ ہمارے درویش بھائی مکرم محمد احمد صاحب نسیم کمپونڈر احمدیہ ہسپتال قادیان گردوں میں تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں اور حالت زیادہ خطرناک ہو رہی ہے۔ احباب کرام سے ان کے لئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔ ایڈیٹر بدر

۲۔ میری بچی عزیزہ عابدہ انجم سلمہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسویں جماعت میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اس خوشی میں ہمارے خاندان نے مختلف مدات میں مندرجہ ذیل رقم ادا کی ہے۔ شکرانہ فنڈ ۲۵/- ۔ اعانت بدر ۲۷/- ۔ تعمیر مساجد ۱۰/- صدقہ ۱۰/- ۔ مساکین فنڈ ۱۰/- ۔

اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔

خاکسار۔ ڈاکٹر محمد عابد قریشی شاہجہان پور

۳۔ خاکسار کے والدین کی صحت یابی کے لئے اور میری جملہ پریشانیوں کی دوری کیلئے اور

جماعت احمدیہ یادگیر میں شاندار تربیتی جلسہ

بفضلہ تعالیٰ مورخہ ۶/۶ بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ یادگیر کے زیر انتظام محلہ کالا چبوترہ میں ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔

جلسہ کی کارروائی مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ہودٹی سکریٹری تربیت کی زیر صدارت مکرم برادرم مولوی مظفر احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ ہبلی کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ بعد ازاں عزیزم برادرم کے شفیق احمد صاحب نے خوش الحانی سے ایک نظم سنائی۔

ازاں بعد عزیزم ظفر احمد شگفتہ نے "نماز کی اہمیت اور فرضیت" کے موضوع پر تقریر کی اور بڑے اچھے انداز اور عمدہ پیرایہ میں نماز کی اہمیت۔ فرضیت اور نمازوں کی پابندی کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ بعدہٗ برادرم مکرم قریشی محمد عبد الستار صاحب تیماپوری نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم مندرج کشتی نوح کا ایک خاص اور اہم حصہ پڑھ کر سنایا اور احباب کو اس تعلیم پر پورے تعہد کے ساتھ عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اِن کے بعد برادرم ولی الدین خان صاحب نے ایک نظم پڑھ کر سنائی۔

اس پروگرام کی تیسری تقریر مکرم مولوی مظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ ہبلی کی تھی۔ آپ نے "ہستی باری تعالیٰ" کے متعلق تقریر کی۔ اور فرمایا کہ انسان کی زندگی کا مقصود و مدعا یہ ہے کہ وہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانے۔ اور اس سے محبت پیار اور والہانہ تعلق پیدا کرے۔ اتنی سی چھوٹی بات ہے۔ جس کے لئے انبیاء دنیا میں آتے رہے ہیں۔ اور اسی کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ آخر میں آپ نے کشتی نوح "ہمارا خدا ہمارا بہشت ہے" اقتباس پڑھکر تقریر کو ختم کیا۔

اس کی بعد مکرم منیر الدین خاں صاحب نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ یہ زندگی ناپائیدار اور عارضی ہے اس پر بھروسہ کرنا کم عقلی ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے تربیت اولاد کے بارہ میں چند باتیں پیش کیں۔ اور اپنی تقریر کو ختم کیا۔ بعد ازاں صدر محترم نے چند نصائح کیں خاص طور پر نمازوں کی پابندی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے صدارتی خطاب کو ختم کیا۔

آخر میں برادرم شفیق احمد صاحب نے پھر ایک نظم پڑھکر سنائی اور آخر دُعا پر یہ مبارک مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

اس موقع پر برادرم مکرم بشیر احمد صاحب بل پیکر اور ان کے اہل و عیال نے جلسہ کے مکمل انتظامات کرنے کے علاوہ جملہ حاضرین مجلس کی چائے سے تواضع فرمائی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار منظور احمد گھنو کے مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر

اخبار قادیان

مکرم قریشی سعید احمد صاحب آج کل لدھیانہ کے C.M.C ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور ایک آہستہ تدریج کے ساتھ صحتمند ہو رہے ہیں ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ہفتہ زیر اشاعت میں مدرسہ احمدیہ قادیان کی درجہ ممہدہ۔ فصل اوّل فصل ثانی۔ درجہ اولیٰ۔ درجہ ثانیہ۔ کلاسوں کے نتائج نکلے۔ اور بفضلہ تعالیٰ نتیجہ سو فیصد رہا۔ دو کلاسوں فصل ثالثہ اور درجہ ثالثہ (جن کا امتحان نظارت تعلیم نے لیا ہے۔) کا نتیجہ بعد میں نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

• مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب بھدرواہ سے زیارت مقامات مقدسہ کے لئے ۲ر کو تشریف لائے اور ۷ر کو واپس چلے گئے۔

• مکرم قریشی عبد القادر صاحب اعوان چند دنوں سے کندھے کی درد کا امرتسر میں علاج کرا رہے ہیں انکی صحت کاملہ کے لئے دوست دعا فرمائیں۔

میرے کاروباری ترقیات کیلئے تمام بزرگوں کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ قریشی عبد الرؤف احمدی تیماپوری۔

۴۔ میں نے جوڈیشل مجسٹریٹ کے عہدہ کا چارج لے لیا۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق دے۔ میری دو چھوٹی بچیوں کے لئے بھی دُعا فرمائی جائے اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا سے نوازے۔ خاکسار۔ ایم۔ اے باقی بره پوره۔

وہی عقیدہ

بعض کیلئے وجہ ایمان اور بعض کیلئے وجہ کفر؟

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

آنا تھا۔ جو مرزا صاحب کی ذات میں آ گیا۔ ساتھ ہی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ مثیل بھی نبی ہے۔ بلکہ اپنی شان میں مسیح ناصری سے بڑھ کر ہے۔ اسی طرح بنیادی لحاظ سے ان دو فریقوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ **فرق صرف یہ ہے کہ ایک فریق ایک نبی کے آنے کا منتظر ہے۔ اور دوسرے کا خیال ہے کہ یہ آ چکا ہے۔**"

(احمدیہ تحریک صفحہ ۱۲۹ و صفحہ ۱۳۰)

پس یہ غور کرنے کا مقام ہے کہ وہی عقیدہ رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ فتویٰ کفر کی زد میں کس طرح آ سکتی ہے؟ اور وہی عقیدہ رکھتے ہوئے دوسرے مسلمان اور ان کے علماء کرام "پکے مسلمان" کیونکر کہلا سکتے ہیں؟ اگر یہ عقیدہ کفر کو مستلزم ہے تو دونوں کے لئے ہونا چاہئیے اور اگر یہ عقیدہ وجوہ کفر میں سے نہیں ہے تو جماعت احمدیہ کو قربانی کا بکرا کیوں بنایا جا رہا ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے دل کی گہرائیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز سے آواز ملا کر یہ اعلان کرتی ہے کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ف۔ا۔گ)

درخواستِ دعا

بنگلور سے مکرم برادرم داؤد احمد صاحب شیر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان لکھتے ہیں کہ ان کی تایا زاد بہن محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ دل اور گیس کی تکلیف سے کافی عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے نیز ان کی اہلیہ کے B.E.D میں داخلہ ملنے کے لئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: جاوید اقبال اختر

اظہارِ تشکر اور درخواستِ دعا: مکرم ایم۔ایچ عبد الستار صاحب نے خدا کے فضل سے B.A.J کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے پانچ روپے اعانت بدر میں ارسال کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو آئندہ مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار: اے۔کے محمد حنیف سکندر آباد

پروگرام دورہ مکرم رفیق احمد صاحب انسپکٹر تحریک جدید

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بنگال۔ بہار کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم رفیق احمد صاحب انسپکٹر تحریک جدید مورخہ ۲۶/۷/۷۵ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وصولی چندہ تحریک جدید کے سلسلہ میں روانہ ہو رہے ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ جملہ عہدیداران مال سابقہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے کماحقہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہونگے۔

وکیل المال تحریک جدید

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	×	×	۲۶/۷/۷۵	مظفر پور	۱۸/۸/۷۵	۱	۱۹/۸/۷۵
کلکتہ	۲۸/۷/۷۵	۵	۲/۸/۷۵	پرکھوپٹی یا پتھر اے	۱۹	۱	۲۰
ابراہیم پور۔ بہرت پور۔ رائے گرام۔ تانگرام۔ کیتا۔ ہر بڑی۔ وانتسدھار	۲/۸/۷۵	۶	۸	آرہ	۲۰	۱	۲۱
				اردل	۲۱	۱	۲۲
				گیا	۲۲	۱	۲۳
بھاگلپور۔ برو پورہ	۱۱	۲	۱۳	رانچی سیلہ	۲۳	۲	۲۵
خانپور ملکی۔ بلاری	۱۳	۲	۱۵	چائے باسہ	۲۵	۱	۲۶
مونگھیر	۱۵	۱	۱۶	موسیٰ بنی۔ جمشید پور	۲۶	۲	۲۸
ادرین	۱۶	۱	۱۷	جمشید پور	۲۸	۲	۳۰
پٹنہ	۱۷	۱	۱۸	قادیان	۳/۹/۷۵	×	×

اے مجاہدین تحریک جدید!

اے مجاہدین تحریک جدید! آپ کیا ہی خوش قسمت ہیں کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آپ مالی قربانیوں کی توفیق پا رہے ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ حال میں مسلمانوں کی روحانی ابتری کے تعلق میں فرمایا کہ اس وقت کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ علامہ اقبال کے نزدیک علماء "دین ملا فی سبیل اللہ فساد" کے مصداق ہیں۔ حال ہی میں پانی پت میں ایک مولانا نے مرن برت رکھا اور پولیس نے اقدام خودکشی کے الزام میں گرفتار کر لیا جب باڑ ہی کھیتی کو کھا رہی ہے تو بھارت کی وسیع آبادی کی کھیتی کو روحانی حفاظت میں لانے کے لئے ظاہر ہے کہ کس قدر زیادہ زور اور زر صرف کرنے کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں کہ:-

"جماعت احمدیہ چونکہ ایک زندہ جماعت ہے اس لئے یہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ جو بندھے ہوئے اخراجات ہیں اور جو کم نہیں ہو سکتے ان کو پورا کرنے کے لئے جو مجوزہ آمد ہے اس سے زیادہ آمد ہو تاکہ کسی وقت بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں میں سستی نہ پیدا ہو اور کام کو نقصان نہ پہنچے۔ میں اپنے ربّ کریم سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ جماعت کا قدم پیچھے نہیں ہٹنے دے گا۔ اور نہ ایک جگہ کھڑا رہنے دے گا۔ بلکہ آگے ہی آگے بڑھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ممکن ہے ہم تو اس کے عاجز بندے ہیں۔"

(الفضل ۱۳ر مارچ ۱۹۷۵ء)

سالِ رواں کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور چاہئیے تھا کہ سب کے وعدے آ جاتے اور دو تہائی چندہ بھی۔ اس لئے جن کے وعدے نہیں آئے جلد بھجوائیں اور خاص توجہ سے وصولی میں اضافہ کیا جائے۔ اس وقت گذشتہ سال کی نسبت وصولی میں بہت کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا کرے اور قبول فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دلیش میں ایمرجنسی کا نفاذ

پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی کا مستحسن اقدام

۲۰ نکاتی آرتھک سُدھار پروگرام دیش واسیوں کی طرف سے پرجوش سواگت

گذشتہ دنوں دلیش کی سیاسی صورت حالات میں بہت اتار چڑھاؤ آئے چنانچہ پردھان منتری کے مشورہ پر راشٹرپتی نے دلیش کا سیاسی عدم استحکام کو محسوس کرتے ہوئے سارے دیش میں ایمرجنسی لگانے کا فرمان جاری کر دیا پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے اس موقعہ پر قوم کے نام جو پیغام دیا۔ اس میں واضح طور پر یہ ذکر تھا کہ چونکہ مخالف پارٹیوں کی طرف سے جمہوریت کے نام پر جمہوریت کو تباہ کرنے کی کوششیں کی جا رہی تھیں اور دلیش کی اندرونی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اسلئے ایمرجنسی لگانے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ بہر حال یہ امر اطمینان کا موجب ہے کہ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد دلیش میں حالات کافی پر سکون ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دلیش میں پھیلی ہوئی بے چینی، مہنگائی اور بدانتظامیوں کے سُدھار کے لئے پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے چند روز قبل جس ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس کی وجہ سے دلیش واسیوں کی پریشانی میں کمی کی اُمید پیدا ہو گئی ہے۔ ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتوں میں کمی کا رجحان نظر آ رہا ہے۔ اور سرکاری ملازموں کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونے لگا ہے۔ سماج دشمن عناصر کی گرفتاریوں سے بھی اُمید ہے کہ سیاسی اور سماجی زندگی میں بھی اطمینان اور سکون پیدا ہو گا۔ جماعت احمدیہ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی جی کے اس مستحسن اقدام کی تعریف کرتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان اور بھارت کے مختلف صوبہ جات میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعتوں کی طرف سے اس سلسلہ میں پورے تعاون کا یقین دلاتی ہے۔ احمدیہ جماعت ایک امن پسند مذہبی جماعت ہے۔ ہمارا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ہمیں یہ تعلیم ہے کہ اور ہمارا یہ اصول ہے کہ جماعت کا ہر فرد پُرامن زندگی بسر کرے، حکومت وقت سے تعاون کرے، فتنہ و فساد، سٹرائیک، ہڑتال وغیرہ تخریبی کارروائیوں میں حصہ نہ لے اور دلیش میں امن و شانتی قائم کرنے میں حکام کو پورا تعاون دے۔

احباب جماعت کو بھی تاکید کی جاتی ہے کہ وہ سلسلہ کی تعلیمات اور روایات پر سختی کے ساتھ عمل کر کے اپنے آپ کو دلیش کے پُرامن شہری ثابت کریں ... کیونکہ دلیش کی سلامتی میں ہم سب کی سلامتی ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس صاحب مال نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو گی اس کے مال کو جہنم کی آگ پر گرم کیا جائے گا پھر اس کی تختیاں بنا کر ان کے ذریعہ سے اس کے پہلوؤں پر داغ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ کرے گا کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پھر اس سزا کے بعد غور کرے گا کہ آیا اس کو (اب دوسرے اعمال کے لحاظ سے) جنت میں داخل کیا جائے یا جہنم میں

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست دعا: مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ مندرگ کی والدہ محترمہ کے دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے ہسپتال میں زیر علاج ہیں تمام بزرگوں اور احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار

کے شفیق سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ تماپور۔

قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۷۵ء

خواہشمند احباب مندرجہ ذیل کوائف سے اطلاع دیں!

۱۔ نام ....
۲۔ والد یا خاوند کا نام ....
۳۔ تاریخ پیدائش ....
۴۔ جائے پیدائش ....
۵۔ مکمل پتہ ....
۶۔ پیشہ ....
۷۔ پاسپورٹ نمبر .... تاریخ اجراء ....
مقام اجراء ....

نوٹ:۔ پاسپورٹ میں پاکستان کا اندراج ضروری ہے خواہشمند احباب ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور جن دوستوں کے پاسپورٹ تیار ہیں وہ مہربانی فرما کر اپنی درخواست میں مندرجہ بالا کوائف لکھ کر بھجوا دیں۔ ان کوائف پر مشتمل فہرست وزارت خارجہ بھارت سرکار کی طرف سے طلب کی گئی ہے لہذا احباب جماعت توجہ کر کے ممنون فرمائیں۔ درخواستوں پر امیر جماعت یا صدر جماعت کی تصدیق و سفارش ضروری ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدیداران جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ جس کی ادائیگی کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکیدی حکم ارشاد فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دوست قرآن کریم کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں۔ اور بغیر کسی تحریک کے اپنی اس اہم ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں اللہ تعالے انہیں جزائے خیر دے آمین!
لیکن نظارت ہذا کے معلومات کے مطابق بعض احباب ایسے ہیں جن پر زکوٰۃ تو واجب ہے۔ لیکن مسائل سے عدم واقفیت کے باعث یا اپنی غفلت کی وجہ سے اُن کی طرف سے زکوٰۃ وصول نہیں ہو رہی ہے۔

لہذا عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر صاحب حیثیت افراد کا جائزہ لیں اور زکوٰۃ واجب ہونے کے باوجود ادائیگی نہ کرنے والے دوستوں سے وصولی کا انتظام کر کے ممنون فرمائیں۔

مسائل زکوٰۃ سے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے ایک رسالہ چھپوا کر تمام جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔ اگر کسی جماعت یا دوست کو ضرورت ہو تو کارڈ آنے پر رسالہ مفت بھیج دیا جائے گا۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان